اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۷، شمارہ۴، مسلسل شمارہ:۳۶۶، سال ۲۰۲۲ء

ہزار حکایتِ صوفیان - ایک تعارف

صائمہ اعجاز

اسسٹنٹ پروفیسر فارسی

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چونامنڈی، لاہور

حافظ فدا حسین

ڈپٹی کنٹرولر امتحانات، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ملتان

HAZAAR HIKAYAT-E SUFIAN
AN INTRODUCTION

Saima Ijaz
Assistant Professor of Persian
Govt. College (W) Chuna Mandi, Lahore
Hafiz Fida Hussain
Deputy Controller Examination
Board of Intermediate & Secondary Education Multan

Abstract

There are number of books whose writers are anonymous. *Hazaar Hikayat-e Sufiyan* is such a Persian manuscript whose writer is not known. There is no information about its writer or the period when it was written. One of its copies is available with Qaraman library, Istanbul-Turkiye. Renowned Iranian scholar Iraj Afshar introduced this manuscript after its due editing and annotation in 2003. This manuscript contains valuable information about Sufis of second and third century al-Hijra. Moreover, it is also considered to be one of the main sources of Syed Ali Hujveri's *Kashful Mahjub.*

Keywords:
Syed Ali Hujveri, Manuscript, Hikayat-e Sufian, Iraj Afshar, Kashful Mahjub, Instanbul

کتاب **ہزار حکایت صوفیان** ایک قدیم فارسی خطی نسخہ ہے جو صوفیہ اور عرفا کے احوال و کرامات پر مشتمل ہے۔ افسوس ہے کہ اس کے مولف کے نام اور حالات تاریخ کے پردوں میں کہیں کھو گئے ہیں۔ ہم صرف اس کے متن، اسلوب اور اس میں بیان کردہ صوفیہ اور عرفا کی حکایات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتاب کس زمانے میں لکھی گئی ہو گی۔ کتاب کے اسلوب اور مندرجات کے متعلق بات کرنے سے پہلے استاد ایرج افشار جن کے توسط سے یہ خطی نسخہ دریافت ہوا اور ہم تک پہنچا کا مختصر سا تعارف کروانا ضروری ہے۔

ایرج افشار (۱۹۲۵ـ۲۰۱۱ء) ۱۶ مہر ۱۳۰۴ میں تہران میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمود افشار اور ان کی والدہ کا نام نصرت برازندہ تھا۔ ایرج افشار ایک مشہور کتاب شناس، محقق، مصنف اور استاد تھے۔ وہ تہران یونیورسٹی، برلن اور ساپور کی یونیورسٹیوں میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

اُن کا ایک نمایاں کارنامہ تہران میں ایک کتاب خانے کی داغ بیل ڈالنا ہے۔ اُن کے اس کام کی بنا پر انھیں ایران میں لائبریری سائنس کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔

ایرج افشار نے اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں تین سو سے زائد کتابیں اور تین ہزار مقالے کتاب شناسی کے حوالے سے لکھے۔ انھوں نے تاریخ، جغرافیہ، ثقافت اور دیگر کئی موضوعات پر کتب تصنیف کیں اور بہت سے گراں قدر خطی نسخوں کی تدوین بھی کی۔ ایرج افشار کا یہ قیمتی کتاب خانہ تہران میں تاحال قائم ہے اور تشنگان علم و دانش اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

نسخۂ مذکور **ہزار حکایت صوفیان** کی دریافت کا سہرا بھی استاد ایرج افشار کے سر ہے۔ یہ مخطوطہ ترکیہ کی قرہ مان لائبریری میں شمارہ ۶۷۳ کے تحت محفوظ ہے۔ ۲۰۰۳ء میں ایرج افشار نے اس کی عکسی اشاعت کی۔ اگرچہ اس کے دو اور نسخے استنبول میں موجود ہیں لیکن جس عکسی نسخے کی تدوین و تصحیح کا کام انجام دیا گیا وہ یہی نسخہ ہے جو ایرج افشار کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔

کتاب کا تعارف

ہزار حکایت صوفیان کا موضوع جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں درج ہے "احوال و کرامات صحابہ و اولیاء و صوفیاء و صالحان و صدیقان و پارسایان و زاھدان و ابدال و اوتاد و صوفیہ طبقۂ اول در صد باب، و آن ابواب در مباحث و مطالب و مواضیع اخلاقی و موعظتی مرتبط با اقوال و افکار باز ماندہ از آن افراد و اشخاص بود۔"(۱)

ترجمہ: صف اول کے صحابہ کرام، اولیا، صوفیہ، صالحین، صدیقین، پارسا، زہاد، ابدال اور اوتاد کے احوال و کرامات کو سو ابواب میں بیان کیا گیا ہے اوران ابواب میں ان اشخاص و افراد سے مربوط اخلاقی اور ناصحانہ مطالب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب کا سبک نگارش پانچویں اور چھٹی صدی کے عرفا و علما کی کتب سے مماثلت رکھتا ہے۔ یہ سادہ اور رواں نثر میں لکھی گئی کتاب ہے کسی قسم کی تعقید اور صنعت گری سے کام نہیں لیا گیا، جس نے اس کتاب کی ادبی و اسلوبی اہمیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ کتاب کے سو باب ہیں اور ہر باب میں تقریباً نو یا دس حکایتیں ہیں۔

ہر باب کا الگ موضوع ہے اور اسی موضوع کے مطابق صوفیہ اور زاہدوں کی حکایات اس میں بیان کی گئی ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں یہ انداز اپنایا ہے کہ وہ ہر باب کے شروع میں اس کے عنوان کے حوالے سے قرآنی آیت اور حدیث لاتے ہیں اور پھر اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے نو یا دس حکایات بیان کرتے ہیں۔ مثلاً پچیسواں باب ''فی الزھد فی الدنیا'' یعنی دنیا میں زہد و تقویٰ کے بیان میں ہے۔

اس کا آغاز مصنف نے ایک آیت اور حدیث سے کیا ہے:

قال الله تعالی: قل متاعُ الدُّنیا قلیلٌ والآخرۃ خیر لّمن التّقی و لا تظلمون فتیلا.(۲)

ترجمہ: کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیز گار کے لیے آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وقال النبی علیہ السلام ''الزھد في الدنیا یریح القلب والبدن۔''

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی جسم و دل کو راحت بخشتی ہے۔

پھر مختلف اولیائے کرام کے احوال کے بیان میں دس حکایات رقم کی ہیں۔ ان حکایات کے بیان میں یہ روش اختیار کی گئی ہے کہ کسی بھی صوفی یا عارف سے متعلق حکایت بیان کرتے ہوئے مختلف حکما اور بزرگان دین کے عربی اقوال نقل کرتے ہیں یا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے استشہاد کرتے ہیں اور پھر اپنے موضوع کی مزید وضاحت کے لیے عربی اشعار لاتے ہیں اور خود ہی ان کا فارسی ترجمہ بھی کرتے ہیں۔ مصنف کے فارسی تراجم بہت آسان، سادہ اور قابلِ تعریف ہیں۔ انھوں نے عربی اشعار کا منظوم فارسی ترجمہ دیا ہے۔ فارسی ادبی تراجم کی تاریخ میں بھی اس مأخذ کی بہت اہمیت ہے۔

بہ طور مثال اکتیسواں باب (تنہائی کے بیان میں) سے ایک حکایت درج ہے۔

الحکایۃ الثانیہ

عبد اللہ عمر با آدمیان کمتر نشستی ودر گورستان گردیدی وھر گز کسی اورابی مصحف قرآن ندیدی کہ نخواندی. گفتند: "چرا این سہ چیز بسیار اختیار کردی؟" گفت: زیرا کہ واعظی نیست از گور واعظ تر وچون دروی می نگرم می دانم کہ مرا اینجامی باید آمدن وامامی نیست بہتر از قرآن، ھیچ مونسی نیست بہتر از تنہائی...(۳)

ترجمہ: دوسری حکایت۔ عبد اللہ عمر لوگوں میں کم بیٹھا کرتے تھے / لوگوں سے کم میل جول رکھتے تھے اور قبرستان میں گھومتے رہتے تھے اور کبھی کسی نے انھیں قرآن کے بغیر نہ دیکھا جسے وہ پڑھا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: "آپ نے ان تین چیزوں کو کیوں اختیار کیا؟" انھوں نے فرمایا: "کیوں کہ قبر سے بہتر کوئی واعظ نہیں ہے۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو آگاہ رہتا ہوں کہ مجھے اس میں آنا ہے اور قرآن سے بہتر کوئی رہبر نہیں، تنہائی سے بہتر کوئی ساتھی نہیں۔

الزم الدار جلیسا
و الارض بالوحدۃ انیسا
لا تری فی الناس من
یسوی علی الخیرۃ فلیسا

فارسی:

تنہا شو و خود را از ہمہ خلق بپوش
با خلق نگیر انس و تو پندم بنیوش
کس نیست کہ صحبت ورزد امروز بہ خلق
با حق رو و خلق را بہ فلسی بفروش

ترجمہ: تنہا ہو جا اور خود کو تمام مخلوق سے چھپالے۔ مخلوق سے اُنس نہ کر اور میری نصیحت سن۔ آج کوئی نہیں ہے جو مخلوق سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ کا راستہ اختیار کر اور مخلوق کو تانبے کے سکے کے عوض بیچ ڈال یعنی زیادہ اہمیت نہ دے۔

کتاب کے اسلوب میں ہمیں وہی انداز دکھائی دیتا ہے جو قدیم بزرگوں کا خاصہ رہا ہے یعنی اپنے مافی الضمیر کو دوسرے تک بہ خوبی پہنچانے کے لیے قصہ خوانی یا حکایت کا سہارا لینا اور پھر اپنے موضوع کی

وضاحت و صراحت کے لیے قرآنی آیات و احادیث و اقوال و اشعار سے استفادہ کرنا۔ یہ روش نگارش اکثر ہمیں پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے مصنفین کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔

اس کتاب کی املا میں کہنگی و قدامت کے اثرات واضح دکھائی دیتے ہیں۔ اکثر مسجع عبارات بھی نظر آتی ہیں مثلاً: "در بهشت می خرامند باعز و جلال و در نعیم می یابند"۔ **جمع الجمع** کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ اکثر الفاظ قدیم اور متروک ہیں۔ مثلاً بدانک، بدانچ وغیرہ جنھیں اس نسخے کی تدوین کرتے ہوئے جدید املا میں ڈھالا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر حکایات کے کچھ حصے یا پوری حکایت ہی حذف ہے غالباً نسخے کے کاتب سے سہواً ایسا ہوا ہے۔ مثلاً:

۴۴باب کی آخری حکایت اور باب ۴۵ کی شروع کی پانچ حکایات حذف ہیں۔

مآخذ

اگرچہ اس کتاب اور اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں لیکن اس کے اسلوب و روش نگارش سے اور جن صوفیہ اور بزرگان سے متعلقہ حکایات اس میں درج ہیں، کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس کتاب کے ماخذ کا تعین کر سکتے ہیں۔

(۱)روض الریاحین: یہ کتاب عفیف الدین علی بن اسعد یافعی یمنی (م:۷۶۸ھ) کی تصنیف ہے جس میں پانچ سو کے قریب حکایات درج کی گئی ہیں۔

(۲)حکایات الصالحین و کرامات الصادقین: شیخ عثمان بن عمر الکہف کی تالیف ہے جو بیس ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں دس حکایات بیان کی گئی ہیں۔

زمانۂ تالیف اور نوعیت کتاب

اگرچہ اس کتاب کے مصنف کے حالات کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ملتیں لیکن ہم اس کتاب کے مندرجات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے زمانۂ تالیف کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

- چوں کہ یہ نسخہ کتاب خانۂ قرہ مان سے ۶۷۳ھ / ۱۲۱۵ء میں منظر عام پر آیا جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے یہ کتاب ساتویں صدی سے قبل لکھی گئی۔

- اس کتاب میں بیان کردہ حکایات وروایات کا تعلق چوتھی صدی سے پہلے اور شروع کے بزرگوں اور صوفیوں سے ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب دوسری صدی کے بعد اور چوتھی صدی کے وسط میں تالیف کی گئی۔
- حضرت سید علی ہجویری (۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء) نے اپنی کتاب **کشف المحجوب** میں بہت سی حکایات اور اقوال نقل کیے ہیں جن کا ماخذ سید علی ہجویری کے بہ قول "حکایات عراقیان" ہے۔(۴)

حضرت ہجویری نے اس کتاب سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے لیکن مولف کے نام کا ذکر نہیں کیا۔ ژوکوفسکی اس کتاب کے مقدمے میں لکھتا ہے کہ "یکی از منابع مہم ہجویری کتاب حکایات است۔"(ترجمہ: حضرت ہجویری کی کتاب **کشف المحجوب** کے ماخذ میں سے ایک حکایات کی کتاب بھی ہے)(۵) لیکن آج تک اس کتاب اور اس کے مصنف کے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔

- اس کتاب میں **التعرف** کی طرز پر ہر موضوع سے متعلق دس حکایات بیان کی گئی ہیں جس سے ہم اندازہ لگاسکتے ہیں کہ یہ شاید چوتھی صدی کے اواخر کی تصنیف ہے۔(۶)

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی کتابت میں کسی ایک خط کا استعمال نہیں کیا گیا بل کہ کئی رسوم الخط کا سہارا لیا گیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نسخہ متعدد کاتبوں کی کاوش ہے۔ ایرج افشار کے مطابق اس نسخے کی کتابت خط نسخ، خط نستعلیق، خط تزئینی اور خطِ کشیدہ میں کی گئی ہے۔

اس کتاب کی نثر سادہ اور رواں ہے کسی قسم کی صنعت گری اور تعقید کا تاثر نہیں ملتا۔ (۷)

سادہ اور رواں عبارات کا نمونہ:

زنی بود در بنی اسرائیل خدای را جل جلالہ بسیار آزردہ بودو گردن از چنبر عبودیت بیرون بردہ و در جی اسرائیل بہ فجور مشہور شدہ۔ یک روز گرمگاھی می آمد از شراب مست شدہ و از مجلس بی حرمتی برخاستہ، بر سر چاھی رسید۔۔۔(۸)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جس نے اللہ تعالیٰ کو بہت ناراض کیا تھا۔ اس نے اللہ کی بندگی ترک کر دی تھی اور فسق وفجور (بدکاری) میں مشہور ہو گئی۔ موسم گرما میں ایک روز وہ شراب کے نشے میں مست ایک گناہ آلود محفل سے اٹھی اور ایک کنویں کے قریب پہنچی۔

عادت او چناں بودی کہ ہر کجا مردی پارسا از دنیا برفتی وی بشدی واورا بشتی۔(۹)

ترجمہ: اس کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی نیک شخص دنیا سے رخصت ہو جاتا وہ وہاں پہنچتا اور اس کو غسل دیتا۔

جہاں تک متن کی قدامت اور کہنگی کا تعلق ہے، خوارزم اور خراسان کی تہذیب وثقافت میں گندھے قدیم الفاظ بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

ان سب باتوں سے قطع نظر اس گراں قدر کتاب کے مصنف اور اس کے عہد کے بارے میں معلومات بہت محدود ہیں۔ اس کی تاریخی اور ادبی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ یہ کتاب دوسری اور تیسری صدی کے صوفیہ وزہاد کے بارے میں معلومات کا اہم منبع ہے جو **کشف المحجوب** جیسی تصوف کی ایک مایہ ناز تصنیف کے لیے پیشرو کا درجہ بھی رکھتی ہے۔ اس میں جن صوفیہ کی حکایات نقل کی گئی ہیں وہ تصوف اور تاریخ تصوف کے حوالے سے بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کتاب اسلامی تصوف میں مزید تحقیق وجستجو کے حوالے سے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ایرج افشار،مقدمہ ہزار حکایت صوفیان (کامرانیہ بیست ودوم مراد ۱۳۸۲ش)،۸۔

(۲) محمد عدنان سالم، محمد وہبی،معجم الکلمات القرآن العظیم،۱۹۹۸ء،(سورۃ النساء:۷۷)

(۳) نسخہ برگردان ایرج افشار، محمود اسید سالار،ہزار حکایت صوفیان، باب الحادی والثلثون فی العزۃ، الحکایۃ الثانیہ، برگ ۵۰۔

(۴) سید علی ہجویری،کشف المحجوب،(تہران:۱۳۳۸ش)،۲۷۔

(۵) ژوکوفسکی،مقدمہ کشف المحجوب،(تہران:۱۳۳۸ش)،ص۲۸۔

(٦) میکائیل بایرام، یکی از قدیم ترین منابع ادبیات تصوفی ایران،مجلہ معارف،۱۳٦۷،۲۳٦۔۲۴۱۔

(۷) ایرج افشار، مقدمہ ہزار حکایت صوفیان،۱۲۔

(۸) نسخہ برگردان ایرج افشار، محمود اسید سالار،ہزار حکایت صوفیان، باب شانزدہم، الحکایۃ الثامنہ (سولہواں باب، آٹھویں حکایت)،(تہران، طلایہ ۱۳۸۲)،۳۳۔

(۹) نسخہ برگردان ایرج افشار، محمود اسید سالار،ہزار حکایت صوفیان، باب ہشتاد وپنجم، الحکایۃ التاسعہ،۱۵۹

BIBLIOGRAPHY

- Iraj Afshar, *Muqaddima Hazār Ḥikayāt-i Sufyān* (Kamrana Beest-o- Duwwum Mirdad 1372).
- Mikael Bairam, *Yaki az Qadīm Tarīn Manāb'e* (Iran: Adbyat – e Tasawwuf).
- Muhammad Adnan Salim, Muhammad Wahabi, *Mu'jam Kalimāt al-Qur'an*, 1998.
- Syed Ali Hajveri, *Kashful Maḥjūb*, (Tehran: 1338).
- Zukofsky, *Muqaddima Kashful Maḥjūb*, (Tehran 1338),

❖❖❖